

اولادے علی پیاسی ہیں دریا کے کنارے

اولادے علی پیاسی ہیں دریا کے کنارے

بے چین ہیں فردوس میں کوثر کے بھی ڈھارے

اولادے علی پیاسی ہیں دریا کے کنارے

اے دریا تیرے پاس کیا پانی کی کمی تھی

کیا خوف سے موجے تیرے ساحل پہ تھی تھی

پیاسے ہی رہے شاہ کے معصوم دولہارے

عبّاس نے پانی تیرا کیا منہ سے لگایا

کیا پانی تیرا پیاری سکینہ کو پلایا

کیا شان کٹا کر گرے حیدر کے دولہارے

بابا سے نہ اکبر کے وہ پانی کے گلے تھے

رتبے کے طلبگار تھے وہ پیاسے تو نہیں تھے

شبیر کو معلوم تھے اکبر کے اشارے

اے دریا تیرے سامنے اکبر رہے پیاسے
اور نیزہ جگر پہ لگا ہم شکل نبی کے
اور خونِ پمبر کے وہ بہنے لگے دھارے

اے دریا بتا اصغرِ مَعْصُومِ جب آیا
کیا تیر سے پہلے اُھے پانی بھی پلایا
کیا پیاسے ہی شبیر کے ہاتھو پہ سدا ہمارے

جب لاشائے بے شیر تھا اور تنہا تھے مولیٰ
کوفے کو نظر جاتی تھی یا سوئے مدینہ
اے نانا اے بابا سُنو شبیر پکارے

اے دریا زح ہونے سے پہلے شہِ دیں نے
تب شمر سے فرمایا تھا پانی تو پلا دے
کیا خُشکِ گلے کے لیئے تڑپہ تیرے دھارے

سجدے میں جو خنجر چلا وہ شمر کا بوڑھا
سُکھا ہی گلا کٹ گیا بہتا رہا دریا
پیاسے ہی فِداء ہو گئے اللہ کے پیارے

چاہے تو روانہ نرم نرم و تسنیم کرے جو
 امّہ کی شفاعت مگر پیاری تھی اُھی کو
 سر دیکے گناہو کو بخشا گئے سارے

دہرائے فصاحت ہے یہ بُرہانِ ہُدا شہ
 اس طرح سے سیراب یہ کرتے ہے بیان سے
 انکھون میں سماتے ہیں وہ کربل کے نظارے

اپنے تو جہان میں ہوئے یہ نرم نرم و کوثر
 بُرہانِ ہُدا کی ولاء اور ماتم سرور
 کہتے ہے **جمالی** یہیں محشر کے سہارے

